روزہ
اور
رمضان
کے مسائل

أبو عبد الرحمن
محمد رفيق طاهر

مكتبة أهل الحديث
www.ahlulhdeeth.net

رمضان المبارک کی آمد

رمضان المبارک کا مہینہ ہجری سال کا نواں مہینہ ہے۔ اسی میں اللہ تعالی نے قرآن نازل فرمایا، اور اسی ماہ کے روزے رکھنے کا حکم صادر فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

(البقرة : ١٨٥)

رمضان کا مہینہ وہ ہے کہ جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو کہ لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور ہدایت کی اور (حق و باطل میں) فرق کرنے والی واضح دلیلیں ہیں، تو تم میں سے جو بھی اس مہینے کو پالے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسکا (مہینہ بھر) روزہ رکھے۔

شعبان کے انیتس دنوں کے بعد چاند نظر آجانے یا شعبان کے تیس دن پورے ہو جانے کے بعد رمضان المبارک کا آغاز ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً، فَلاَ تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا العِدَّةَ ثَلاَثِينَ

(صحيح بخاری : ١٩٠٧)

مہینہ انیتس راتوں کا ہوتا ہے، لہذا جب تک تم اس (چاند) کو نہ دیکھ لو اس وقت تک روزہ نہ رکھو، تو اگر وہ تم پر پوشیدہ ہو جائے (مطلع ابر آلود ہو جائے) تو تیس کی گنتی پوری کر لو۔

رویئت ہلال:

چاند کا نظر آنا ہر مطلع کے لیے الگ الگ ہوتا ہے۔ کسی ایک علاقہ کے رؤیت دوسرے علاقہ کے لیے اس وقت معتبر ہوگی جب انکا مطلع ایک ہی ہوگا۔

عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ فَقَدِمَ أَعْرَابِيَّانِ فَشَهِدَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّهِ لَأَهَلَّا الْهِلَالَ أَمْسِ عَشِيَّةً فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ أَنْ يُفْطِرُوا وَأَنْ يَغْدُوا إِلَى مُصَلَّاهُمْ

(سنن ابی داود : ۲۳۳۹)

ایک صحابیِ رسول بیان فرماتے ہیں کہ لوگ رمضان کے آخری دن کے بارہ میں اختلاف کا شکار ہوگئے۔ تو دو دیہاتی آئے اور انہوں نے نبی ﷺ کے پاس اللہ کی قسم اٹھا کر گواہی دی کہ انہوں نے کل شام چاند دیکھا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روزہ افطار کرلیں اور کل عید گاہ کی طرف نکلیں۔

البتہ جب مطالع مختلف ہوں تو ایک علاقہ کی رؤیت دوسرے علاقہ کے لیے معتبر نہیں ہوگی۔

عَنْ كُرَيْبٍ، أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ، بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ، قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ، فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا، وَاسْتُهِلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ، فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ، فَسَأَلَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ: مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ؟ فَقُلْتُ: رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: أَنْتَ رَأَيْتَهُ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، وَرَآهُ النَّاسُ، وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ: " لَكِنَّا

رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ، فَلَا نَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ، أَوْ نَرَاهُ، فَقُلْتُ: أَوَ لَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ؟ فَقَالَ: لَا، هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

(صحیح مسلم : ۱۰۸۷)

کریب فرماتے ہیں کہ مجھے ام الفضل بنت الحارث نے شام میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ کہتے ہیں کہ میں شام آیا اور اسکا کام کیا۔ اور ابھی میں شام میں ہی تھا کہ رمضان کا چاند نظر آگیا، میں نے جمعہ کی شام کو چاند دیکھا، پھر میں مہینہ کے آخر میں مدینہ پہنچا تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کچھ باتیں پوچھیں اور پھر ہلال کا تذکرہ کیا اور کہا کہ تم نے ہلال کب دیکھا تھا، تو میں نے کہا ہم نے جمعہ کی رات کو دیکھا تھا، تو انہوں پوچھا کیا تم نے خود دیکھا تھا؟ میں نے کہا ہاں! میں نے بھی دیکھا اور لوگوں نے بھی دیکھا، اور انہوں نے روزہ رکھا اور معاویہ رضی اللہ عنہ بھی روزہ رکھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے ہفتہ کی رات کو چاند دیکھا تھا، تو ہم روزہ رکھتے رہیں گے حتی کہ ہم تیس کی گنتی پوری کر لیں یا چاند دیکھ لیں۔ میں نے کہا کیا معاویہ رضی اللہ عنہ کی رؤیت اور روزہ آپکو کافی نہیں ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں! ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح حکم دیا ہے۔

آسان الفاظ میں یوں سمجھ لیں کہ جہاں چاند نظر آیا ہے وہاں سے عین مشرق کی جانب تقریباً ۸۴۰ کلومیٹر تک طلوع ہلال کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور عین مغرب کی جانب آخر تک رؤیت ہلال معتبر ہو گی۔ البتہ وہ علاقہ جات جو شمال مغرب میں ہیں

انکی رؤیت الگ ہوگی۔ ممکن ہے کہ انہیں ایک یا دو دن قبل چاند نظر آ جائے۔ مراکش، تیونس اور فجی کے علاقوں میں پاکستان سے دو دن اور سعودیہ سے ایک دن قبل چاند نظر آجاتا ہے۔

اگر مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ رمضان کا چان نظر آنے میں کوتاہی ہو جائے۔ اور شعبان کے تیس دن مکمل کر کے رمضان کا آغاز کیا جائے لیکن رمضان المبارک کی ۲۸ تاریخ کو ہی چاند نظر آ جائے تو ایسی صورت میں اگلے دن عید منائی جائے گی اور اسکے بعد ایک روزہ کی قضائی دیں گے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے چاند دیکھ کر عید منانے کا حکم دیا ہے

(صحيح بخاری: ١٩٠٩)

لوگوں کے ساتھ روزہ رکھنا اور عید منانا:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفِطْرُ يَوْمَ يُفْطِرُ النَّاسُ وَالْأَضْحَى يَوْمَ يُضَحِّي النَّاسُ

(جامع الترمذی : ٨٠٢)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عید الفطر اس دن ہے جس دن لوگ عید منائیں اور عید الأضحی اس دن ہے جس دن لوگ قربانیاں کریں۔

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ عیدین مسلمانوں کے اجتماعی معاملات میں سے ہیں جس میں تفرد شریعت اسلامیہ کو گوارہ نہیں ہے۔لہذا کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ عام مسلمانوں سے ایک دن قبل یا بعد عید منائے یا روزہ رکھے۔

استقبال رمضان کا روزہ:

کچھ لوگ رمضان المبارک سے ایک دن قبل روزہ رکھتے ہیں جسے استقبال رمضان کا روزہ کہا جاتا ہے۔ جبکہ نبی مکرم ﷺ نے نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے :

إِذَا انْتَصَفَ شَعْبَانُ فَلَا تَصُومُوا

(سنن ابی داود : ۲۳۳۷)

جب شعبان آدھا ہو جائے تو روزہ نہ رکھو۔

اسی طرح بالخصوص رمضان سے ایک دو دن پہلے کا روزہ بھی آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے:

لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ

(صحیح البخاری : 1914)

تم میں سے کوئی بھی رمضان سے ایک یا دو دن قبل روزہ نہ رکھے۔ الا کہ کوئی شخص کسی دن کا روزہ رکھتا ہو تو وہ اس دن کا روزہ رکھ لے۔

یعنی مثلا کوئی شخص سوموار یا جمعرات کا باقاعدگی سے روزہ رکھتا ہے اور کسی سال سوموار کا دن شعبان کی ۲۹ یا ۳۰ تاریخ کو آجائے تو اُس کے لیے اس دن کا روزہ ممنوع نہیں ہو گا۔

روزہ کی فرضیت واہمیت

اللہ سبحانہ وتعالی نے اہل اسلام پر رمضان المبارک کے دنوں کا روزہ رکھنا فرض قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

[البقرة : ١٨٣]

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض تھا جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

روزہ اسلام اور ایمان کا جزء لازم ہے:

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسلام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

(صحيح مسلم : ٨)

اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود برحق نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، تو نماز قائم کرے، زکاۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اور اگر تو استطاعت رکھتا ہے تو بیت اللہ حج کرے۔

اسی طرح ایمان باللہ وحدہ کی تعریف کرتے ہوئے آپ ﷺ فرماتے ہیں:

شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامُ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَصِيَامُ رَمَضَانَ، وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ المَغْنَمِ الخُمُسَ

(صحيح البخاري : ٥٣)

اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی بھی معبود برحق نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، اور تمہارا مال غنیمت میں سے خمس ادا کرنا (اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان ہے)۔

یعنی روزہ رکھنے کو نبی مکرم ﷺ نے اسلام اور ایمان باللہ کا جزء لازم قرار دیا ہے، جسکے بغیر انسان نہ تو مسلم بن سکتا ہے اور نہ مؤمن۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ کی صرف فرضیت تسلیم کر لینے کو ایمان یا اسلام قرار نہیں دیا بلکہ روزہ رکھنے کے عمل کو ایمان باللہ اور اسلام قرار دیا ہے۔ یعنی کسی بھی شخص کے مسلم یا مؤمن ہونے کے لیے اتنا کافی نہیں ہے کہ وہ روزہ کی فرضیت کو تسلیم کر لے، بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ عملا رمضان المبارک کے مکمل مہینہ میں روزہ رکھے، وگرنہ اس میں اسلام اور ایمان متحقق نہیں ہونگے۔

روزہ کے فضائل:

کسی بھی عمل کی سب سے بڑی فضیلت ہی یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالی اسے اپنے بندوں پر فرض قرار دے دیں۔ کیونکہ کسی بھی عمل کے فرض ہونے کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کو یہ عمل اسقدر محبوب ہے کہ انہوں نے اپنے مطیع وفرمانبردار انسانوں پر اسے لازم قرار دے دیا۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ بعض اعمال کے کچھ دیگر فضائل بھی کتاب وسنت میں مذکور ہیں۔ اسی طرح روزہ کے فرض ہونے کے ساتھ ساتھ کچھ اضافی فضائل بھی ہیں مثلا:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذی شان ہے:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

(صحيح البخاري : ٣٨)

جس نے بھی ایمان کی حالت میں ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رمضان بھر روزہ رکھا اسکے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

نیز فرمایا:

يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ

(صحيح البخارى :٧٤٩٢)

اللہ عزوجل فرماتے ہیں روزہ میرے لیے ہے اور میں اسکی جزاء دوں گا۔ (روزہ دار) اپنی شہوت اور کھانا پینا میری خاطر چھوڑ دیتا ہے۔ اور روزہ ڈھال ہے۔ اور

روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی افطاری کے وقت اور ایک خوشی جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے۔

اسی طرح نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے:

" ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: الصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ، وَالإِمَامُ العَادِلُ، وَدَعْوَةُ المَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللَّهُ فَوْقَ الغَمَامِ وَيَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ: وَعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ "

(جامع الترمذي : ٣٥٩٨)

تین افراد ایسے ہیں کہ جن کی دعاء رد نہیں ہوتی۔ روزہ دار (کی دعاء) جب تک وہ افطار نہ کر دے، عادل امام، اور مظلوم کی دعاء کو اللہ بادلوں کے اوپر سے اٹھاتے ہیں اور اسکے لیے آسمان کے دروازے کھول دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میری عزت کی قسم میں اسکی مدد ضرور کروں گا اگرچہ کچھ دیر بعد ہی۔

قیام اللیل

رمضان المبارک کی راتوں میں قیام اللیل کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے جسے رمضان المبارک کی نسبت سے قیام رمضان اور طویل قیام کے سبب کبھی ایک پاؤں اور کبھی دوسرے پر مکمل وزن ڈال کر ایک پاؤں کو راحت پہنچانے کی نسبت سے نماز تراویح کہتے ہیں۔ اور چونکہ اسکے ساتھ ہی وتر بھی ادا کیے جاتے ہیں تو اس مناسبت سے مکمل قیام اللیل یا تراویح کو نماز وتر بھی کہہ دیتے ہیں۔ اور ہُجُود یعنی رات کی

نیند کو ترک کر کے اس نماز کو ادا کرنے کی وجہ سے اسی نماز کو ہی نماز تہجد بھی کہا جاتا ہے۔

قیام اللیل کی فضیلت:

اس نماز کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

(صحيح البخاري : ٣٧)

جس نے بھی رمضان کا قیام ایمان کی حالت میں نیکی کی نیت سے کیا تو اسکے گزشتہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

تراویح کی رکعات:

رسول اللہ ﷺ بھی رمضان و غیر رمضان میں گیارہ رکعت قیام اللیل فرماتے۔

(صحیح بخاری : ۲۰۱۳)

رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے اصحاب کو آٹھ رکعت تراویح اور وتر باجماعت پڑھائے تھے۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، وَأَوْتَرَ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الْقَابِلَةُ اجْتَمَعْنَا فِي الْمَسْجِدِ، وَرَجَوْنَا أَنْ يَخْرُجَ فَيُصَلِّيَ بِنَا، فَأَقَمْنَا فِيهِ حَتَّى أَصْبَحْنَا، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَجَوْنَا أَنْ تَخْرُجَ فَتُصَلِّيَ بِنَا، قَالَ: «إِنِّي كَرِهْتُ - أَوْ خَشِيتُ - أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمُ الْوِتْرُ»

(صحیح ابن حبان : ۲۴۱۵)

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان المبارک میں آٹھ رکعت (نماز تراویح) اور وتر پڑھائے، تو جب اگلی رات آئے ہم مسجد میں جمع ہوئے، اور ہمیں امید تھی کہ آپ ﷺ نکلیں گے اور ہمیں نماز پڑھائیں گے، ہم صبح تک وہیں رہے۔ تو ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم آپ ﷺ کے نکلنے کی امید رکھتے تھے کہ آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھائیں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے ناپسند کیا یا میں ڈر گیا کہ کہیں تم پر وتر فرض نہ ہو جائے۔

اسی طرح جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے وہ فرماتے ہیں :

جَاءَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَانَ مِنِّي اللَّيْلَةَ شَيْءٌ فِي رَمَضَانَ، قَالَ: «وَمَا ذَاكَ يَا أُبَيُّ؟» قَالَ: نِسْوَةٌ فِي دَارِي قُلْنَ: إِنَّا لَا نَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَنُصَلِّي بِصَلَاتِكَ، قَالَ: فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَوْتَرْتُ، قَالَ: فَكَانَ شِبْهُ الرِّضَا، وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا

(صحيح ابن حبان : ٢٥٤٩)

اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے : اے اللہ کے رسول ﷺ رمضان کی گزشتہ رات مجھ سے کچھ ہوا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابی وہ کیا ہوا؟ کہنے لگے میرے گھر میں کچھ عورتیں تھیں انہوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتی تو ہم تیری اقتداء میں نماز پڑھنا چاہتی ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے انہیں آٹھ رکعتیں پڑھائیں اور پھر ایک وتر پڑھائے۔ (عبد اللہ بن جابر رضی

اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس پر کچھ بھی نہیں کہا اور یہ آپ ﷺ کی رضامندی ظاہر کرنے کی طرح ہی ہو گیا۔

یعنی رسول اللہ ﷺ نے خود بھی رمضان المبارک میں آٹھ تراویح اور وتر پڑھائے اور آپ ﷺ کے بعض صحابہ نے بھی آپ ﷺ کے دور مسعود میں آٹھ رکعت اور وتر باجماعت پڑھائے، اور یہ بات آپ ﷺ کے علم میں بھی لائی گئی اور آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار کی ۔ یعنی آپ ﷺ کی فعلی اور تقریری حدیث سے رمضان المبارک میں آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر باجماعت پڑھنا پڑھانا ثابت ہے۔

اسی طرح سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں گیارہ رکعت تراویح کا اہتمام فرمایا:

عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَ وَقَدْ كَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِينَ حَتَّى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِي فُرُوعِ الْفَجْرِ

(موطا مالك : ٢٥٣)

سیدنا سائب بن یزید الکندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُبَیّ بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت (آٹھ تراویح اور تین وتر) پڑھائیں۔ (سائب رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ

قاری مِئِین (وہ سورتیں جنکی آیات سو سے زائد ہیں) پڑھتے تھے حتی کہ ہم لمبا قیام ہونے کی وجہ سے لاٹھیوں کا سہارا لیا کرتے اور ہم فجر کے قریب (نماز سے واپس) لوٹتے۔

کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اس حکم سے قبل لوگ باجماعت نماز تراویح ادا نہیں کرتے تھے۔ تو انکا یہ خیال خام ہے۔ کیونکہ اس سے قبل جیسا کہ سابقہ سطور میں ذکر کیا گیا ہے رسول اللہ ﷺ نے خود بھی کچھ دن نماز تراویح باجماعت پڑھائی ہے اور فرض ہونے کے خدشہ سے ترک کر دی، اور آپ ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں آپ ﷺ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی باجماعت نماز تراویح پڑھی۔ اور باجماعت نماز تراویح کا یہ سلسلہ آپ ﷺ کے دور مسعود سے آج تک مسلسل چلا آرہا ہے۔ ہوا صرف یہ کہ لوگ ایک ہی مسجد میں مختلف گروہوں کی صورت نماز پڑھتے تھے۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مسجد کے تمام لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع فرمادیا:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ

يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنْ الَّتِي يَقُومُونَ يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ

(صحيح البخاري : ٢٠١٠)

عبد الرحمن بن عبد القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی رات مسجد کی طرف گیا تو دیکھا کہ لوگ مختلف گروہوں میں تھے، کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا تو کسی کی اقتداء میں ایک گروہ نماز کی ادائیگی کر رہا تھا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ فرمایا میرا خیال ہے کہ اگر میں انہیں ایک ہی قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ پھر انہوں نے اس کام کا پختہ ارادہ بنالیا اور انہیں اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کر دیا۔ پھر میں انکے ساتھ ایک دوسری رات کو نکلا اور لوگ اپنے قاری کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے تو عمر رضی اللہ عنہ فرمایا یہ اچھی ایجاد ہے، اور رات کے جس حصہ میں وہ سو جاتے ہیں وہ اس کی نسبت بہتر ہے جس میں وہ قیام کرتے ہیں۔ وہ (بہتر حصہ سے) رات کا آخری حصہ مراد لے رہے تھے، جبکہ لوگ رات کے پہلے حصہ میں قیام کرتے تھے۔

قیام اللیل میں فضیلتیں:

قیام اللیل میں چار مختلف اعتبارات سے فضائل ہیں۔

۱۔ باجماعت پڑھنا اکیلے پڑھنے کی نسبت افضل و بہتر ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً

(صحيح البخاري : ٦٤٥)

جماعت کی نماز اکیلے کی نماز کی نسبت ستائیس گنا افضل ہے۔

۲۔ جماعت میں افراد جتنے زیادہ ہوں گے، نماز اللہ کو اتنی ہی زیادہ محبوب ہو گی۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى

(سنن أبي داود : ٥٥٤)

یقیناً آدمی کی ایک آدمی کے ساتھ نماز اکیلے کی نماز کی نسبت زیادہ پاکیزہ ہے اور اسکی دو آدمیوں کے ساتھ نماز ایک آدمی کے ساتھ نماز کی نسبت زیادہ بہتر ہے اور جتنی زیادہ (جماعت) ہو تو وہ اللہ تعالی کو زیادہ محبوب ہے۔

۳۔ رات کے آخری حصہ میں نماز پڑھنا رات کے اول حصہ میں نماز پڑھنے کی نسبت بہتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ

(صحيح البخاري : ١١٤٥)

ہمارے رب تبارک وتعالی ہر رات جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو آسمان دنیا پر اترتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کون ھے جو مجھ سے دعاء کرے، میں اسکی دعاء

قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے کہ میں اسے عطاء کر دوں۔ کون ہے جو مجھے سے معافی مانگے، میں اسے معاف کر دوں۔

۴۔ گھر میں پڑھنا مسجد میں پڑھنے کی نسبت افضل و بہتر ہے۔ کیونکہ یہ نماز نفلی ہے اور نفل نماز کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

قَالَ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي مَسْجِدِي هَذَا إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ

(سنن أبي داود : ١٠٤٤)

فرضی نماز کے سوا، آدمی کی گھر میں نماز میری اس مسجد (یعنی مسجد نبوی) میں نماز پڑھنے کی نسبت افضل ہے۔

لہذا آدمی کو چاہیے ان چاروں میں سے جتنی زیادہ فضیلتوں کو جمع کر سکتا ہے کرلے۔ اور اگر کوئی شخص رات کے آخری حصہ میں باجماعت کثیر تعداد کے ساتھ اپنے گھر میں قیام اللیل کرنے کا اہتمام کرتا ہے تو اسکی نماز سب سے افضل و بہتر ہوگی کیونکہ وہ ہر چار خوبیوں کو جمع کرنے والا ہے۔

سحری کے مسائل

سحری کا وجوب:

سحری کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً

(صحيح البخاري : ١٩٢٣)

سحري كرو، يقیناسحری میں بر کت ہے۔

نیز فرمایا:

فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ

(صحيح مسلم : ١٠٩٦)

ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ کے درمیان سحری کھانے کا فرق ہے۔

البتہ وہ شخص جو سحری کے وقت بیدار نہیں ہو سکا، اسکی آنکھ تب کھلی جب فجر کی آذانیں شروع ہو چکی تھیں تو وہ سحری کھائے بغیر روزہ رکھے! کیونکہ اس پر روزہ فرض ہے، اور سحری کا وقت گزر چکا ہے۔

سحری کا وقت:

سحری کا وقت بتانے کے لیے مختلف لوگ مختلف طریقے اپناتے ہیں۔ کچھ لوگ یہود و نصاری کے ناقوس و قرن کی طرح سائرن بجاتے ہیں اور کچھ سپیکروں میں سحری کا وقت بتانے کے لیے اعلان وقفہ وقفہ سے اعلان کرتے ہیں۔ جبکہ نبی مکرم ﷺ نے اس کام کے لیے بہترین طریقہ کار منتخب فرمایا ہے اور وہ ہے اذان دینا۔ سحری کا وقت ختم ہونے سے تھوڑی دیر قبل ایک اذان دی جاتی تا کہ لوگ سحری کھالیں۔ اور سحری کے وقت کے اختتام پر نماز فجر کے لیے اذان دی جاتی تا کہ لوگ سحری چھوڑ کر نماز کے لیے آجائیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ثُمَّ قَالَ وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى لَا يُنَادِي حَتَّى يُقَالَ لَهُ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ

(صحيح البخاري : ٦١٧)

یقینا بلال رضی اللہ عنہ رات کے وقت اذان دیتے ہیں، تو تم کھاتے پیتے رہو حتی کہ عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دیں۔ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے، وہ اس وقت تک اذان نہیں دیتے تھے جب تک انہیں یہ نہ کہا جاتا کہ آپ نے صبح کر دی ہے۔

اس حدیث سے علم ہوتا ہے کہ سحری کے لیے خبر دار کرنے کے لیے اذان دینی چاہیے نہ کہ سائرن یا اعلانات۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان فجر تک سحری کھانے کی اجازت ہے کیونکہ صبح صادق کے طلوع ہونے تک سحری کا وقت رہتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

وَكُلُواْ وَاشْرَبُواْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ

[البقرة : ١٨٧]

اور کھاؤ پیو حتی کہ تمہارے لیے فجر کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے واضح ہو جائے۔

اس آیت مبارکہ اور حدیث نبویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جونہی صبح صادق طلوع ہو اور اذان فجر ہو جائے تو کھانا پینا بند کر دینا چاہیے۔ البتہ اس میں شریعت اسلامیہ نے اس شخص کے لیے کچھ رخصت رکھی ہے جس نے کوئی نوالہ اپنے ہاتھ میں تھاما ہوا ہے یا کوئی برتن اٹھا کر اس میں کچھ تناول یا نوش کر رہا ہے کہ وہ اس میں سے اپنی حاجت پوری کر لے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمْ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلَا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ

(سنن أبي داود: ٢٣٥٠)

جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور برتن اسکے ہاتھ میں ہو تو وہ اسے اس وقت تک نہ رکھے جب تک اس میں سے اپنی حاجت پوری نہ کر لے۔

یعنی ہاتھ میں پکڑے ہوئے برتن سے اذان شروع ہو جانے کے بعد بھی کھانا پینا جائز ہے۔ اسکے علاوہ اور کچھ بھی نگلنا منع ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض لوگوں کی حالت یہ ہے کہ اذان ہوتی رہتی ہے اور وہ کھاتے رہتے ہیں۔ انکا یہ طریقہ کار بالکل غلط اور شریعت اسلامیہ کے منافی ہے۔ کیونکہ فجر کے طلوع ہو جانے اور اذان شروع ہو جانے کے بعد کچھ بھی کھانا پینا منع ہے، البتہ ہاتھ میں موجود چیز کو شریعت اسلامیہ نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ اسی طرح جو شخص سحری کے وقت بیدار نہ ہو سکے اس پر بھی لازم ہے کہ وہ کچھ بھی کھائے پیئے بغیر روزہ رکھے۔ کیونکہ روزہ رکھنا فرض ہے، اور سحری کا وقت فوت ہو چکا ہے۔ البتہ جان بوجھ کر سحری کھائے بغیر روزہ رکھنا منع ہے۔ جیسا کہ سابقہ سطور میں سحری کھانے کا وجوب بیان ہو چکا ہے۔

بہترین سحری:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

نِعْمَ سَحُورُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ

(سنن أبي داود: ٢٣٤٥)

مؤمن کی بہترین سحری کھجور ہے۔

حالت جنابت میں سحری:

اگر کوئی شخص جنبی حالت میں صبح کرتا ہے تو وہ صرف وضوء کرکے سحری کر سکتا ہے۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا أَيَصُومُ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ

(صحيح البخاري : ١١٠٩)

سلیمان بن یسار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایسے شخص کے بارہ میں پوچھا جو جنابت کی حالت میں صبح کرے آیا وہ روزہ رکھ سکتا ہے ؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ احتلام کے بغیر (یعنی جماع کی وجہ سے) جنبی حالت میں صبح کرتے پھر (بھی) وہ روزہ رکھ لیتے۔

روزہ کی نیت:

فجر سے پہلے پہلے روزہ کی نیت کرنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ لَمْ يُجْمِعْ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ

(سنن أبي داود : ٢٤٥٤)

جس نے فجر سے پہلے روزہ کی نیت نہ کی اسکا روزہ نہیں ہے۔

یاد رہے کہ نیت دل کے اردہ کو کہتے ہیں۔زبان کے الفاظ کے ساتھ اسکا کوئی تعلق نہیں ہے۔کچھ لوگ سحری کے وقت یہ الفاظ پڑھتے ہیں" وبصوم غد نویت من شہر رمضان " یہ الفاظ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہیں۔

افطاری کے مسائل

افطاری کا وقت:

سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کر دیں۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَا هُنَا وَغَرَبَتْ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ

(صحيح البخاري : ١٩٥٤)

جب ادھر سے رات آجائے اور دن ادھر کو چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار کی افطاری کا وقت ہو گیا۔

افطاری میں جلدی کرنا:

سورج غروب ہوتے ہی فورا روزہ افطار کر لینا چاہیے۔نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ

(صحيح البخاري : ١٩٥٧)

لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک وہ جلدی افطاری کرتے رہیں گے۔

افطاری میں بلا وجہ تاخیر کرنا یہود و نصاری کا کام ہے۔نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى يُؤَخِّرُونَ

(سنن أبي داود : ٢٣٥٣)

دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے، کیونکہ یہود و نصاریٰ تاخیر سے افطار کرتے ہیں۔

جان بوجھ کر وقت سے پہلے روزہ افطار کرنے والوں کے لیے وعید:

جس طرح سورج غروب ہو جانے کے بعد بلا وجہ تاخیر کرنا ممنوع ہے اسی طرح غروب آفتاب سے قبل جان بوجھ کر افطاری کرنا بھی ناجائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلَانِ، فَأَخَذَا بِضَبْعَيَّ، فَأَتَيَا بِي جَبَلًا وَعْرًا، فَقَالَا: اصْعَدْ، فَقُلْتُ: إِنِّي لَا أُطِيقُهُ، فَقَالَا: إِنَّا سَنُسَهِّلُهُ لَكَ، فَصَعِدْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي سَوَاءِ الْجَبَلِ إِذَا بِأَصْوَاتٍ شَدِيدَةٍ، قُلْتُ: مَا هَذِهِ الْأَصْوَاتُ؟ قَالُوا: هَذَا عُوَاءُ أَهْلِ النَّارِ، ثُمَّ انْطُلِقَ بِي، فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِينَ بِعَرَاقِيبِهِمْ، مُشَقَّقَةٍ أَشْدَاقُهُمْ، تَسِيلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُفْطِرُونَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ

(صحيح ابن خزيمة : ١٩٨٦)

اس دوران کہ میں سو رہا تھا کہ خواب میں اچانک میرے پاس دو آدمی آئے، انہوں نے میرے بازوؤں سے پکڑا اور مجھے ایک دشوار گزار پہاڑ پر لے گئے، اور کہنے لگے کہ چڑھ۔ میں نے کہا میں اسکی طاقت نہیں رکھتا۔ تو انہوں نے کہا ہم آپ کے ساتھ

تعاون کرتے ہیں۔ میں نے چڑھنا شروع کیا حتی کہ میں جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو وہاں سخت قسم کی آوازیں آنے لگیں۔ میں نے پوچھا کہ کیسی آوازیں ہیں ؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ جہنمیوں کی چیخ وپکار ہے۔ پھر وہ مجھے لے کر گئے جہاں میں نے کچھ لوگوں کو پاؤں کے پٹھوں کے بل الٹا لٹکے ہوئے دیکھا۔ جن کی باچھیں چیر دی گئی تھیں اوران سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزہ افطار کر دیا کرتے تھے۔

جان بوجھ کر وقت سے قبل روزہ افطار کر دینے والوں کا اتنا عبرت ناک انجام ہے تو وہ لوگ جو روزہ رکھتے ہی نہیں' بلکہ رمضان کے مہینے میں دن بھر کھاتے پیتے رہتے ہیں، ان کا انجام کیا ہو گا؟!

غلطی سے جلدی افطاری کر بیٹھیں تو....؟

البتہ وہ شخص جو غلطی سے وقت سے قبل افطاری کر بیٹھے تو اس پر لازم ہے کہ حقیقت کا علم ہوتے ہی فورا کھانا پینا ترک کر دے اور اپنا روزہ مکمل کرے۔ اور پھر جب افطار کا صحیح وقت ہو تو اس وقت روزہ افطار کرے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذی شان ہے:

مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ

(صحيح البخاري : ٦٦٦٩)

جس شخص نے روزہ کی حالت میں بھول کر کھا لیا، تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنا روزہ مکمل کرے۔ یقیناً اللہ ہی نے اسے کھلایا اور پلایا ہے۔

وصال سے ممانعت:

وصال کا معنی ہے ملانا۔ افطاری کیے، اور آئندہ دن سحری کھائے بغیر روزہ رکھنا وصال کہلاتا ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں ایک دن سحری کھا کر روزہ رکھا جائے اور دوسرے یا تیسرے دن افطار کیا جائے تو یہ وصال ہے۔ یعنی دو یا تین روزوں کو آپس میں ملا دینے کا نام وصال ہے۔ اور شریعت اسلامیہ نے ایسا کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔ البتہ نبی مکرم ﷺ کو اللہ تعالی نے اس کی اجازت دے رکھی تھی۔ یہ آپ ﷺ کا خاصہ تھا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْوِصَالِ قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى

(صحيح البخاري : ١٩٦٢)

رسول اللہ ﷺ نے وصال سے منع فرمایا۔ لوگوں نے کہا آپ بھی تو وصال کرتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں، مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ الْمُسْلِمِينَ إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَأَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنْ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوْا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالتَّنْكِيلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا

(صحيح البخاري : ١٩٦٥)

رسول اللہ ﷺ نے روزہ کے ساتھ روزہ ملانے سے منع فرمایا تو مسلمانوں میں سے کسی شخص نے کہا آپ بھی تو ایسا کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے میرے جیسا کون ہے؟ میں رات گزارتا ہوں تو اللہ (خواب میں ہی) مجھے کھلا پلا دیتا ہے۔ تو جب انہوں نے باز آنے سے انکار کیا تو آپ ﷺ نے انہیں ایک دن پھر دوسرے دن بھی وصال کروایا اور پھر انہوں نے چاند دیکھ لیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ (چاند) لیٹ ہوتا تو میں تمہیں اور زیادہ (وصال) کرواتا۔ یہ آپ ﷺ نے انہیں ڈانٹنے کے لیے کیا کیونکہ وہ باز نہیں آرہے تھے۔

افطاری کے آداب:

بسم اللہ پڑھ کر افطاری کریں۔

(صحيح بخاری : ٥٣٨٦)

اور افطاری کرنے کے بعد یہ دعاء پڑھیں:

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتْ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

(سنن أبي داود : ٢٣٥٧)

پیاس چلی گئی، رگیں تر ہوگئیں، اور اجر ثابت ہو گیا۔ ان شاء اللہ۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَعَلَى تَمَرَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ

(جامع الترمذي : ٢٣٥٦)

رسول اللہ ﷺ نماز سے قبل چند تر کھجوریں کھا کر افطاری کرتے، اگر تر کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے افطاری کرتے، اگر وہ بھی دستیاب نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ بھرتے۔

کسی کو روزہ افطار کروانے کا اجر:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا

(جامع الترمذي : ٨٠٧)

جس نے کسی روزہ دار کو افطاری کروائی تو اسے بھی روزہ دار جتنا اجر ملے گا، اور روزہ دار کے اجر میں سے کچھ بھی کمی نہیں کی جائے گی۔

روزہ افطار کروانے والے کے لیے دعاء:

أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ

(سنن أبي داود : ٣٨٥٤)

آپکے ہاں روزہ داروں نے افطاری کی، اور آپکا کھانا نیک لوگوں نے کھایا، اور فرشتے آپکے لیے دعاء کریں۔

روزہ دار کا دن

روزہ کا مقصد اللہ سبحانہ وتعالی نے واضح طور پر یہی بتایا ہے کہ اسکی فرضیت کا مقصد تقوی پیدا کرنا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ [البقرة : ١٨٣]

اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو! جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزہ فرض تھا ویسے ہی تم پر بھی فرض ہے تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

اور گناہوں سے بچنے کا نام تقوی ہے۔ روزہ کے اس مقصد کے حصول کی خاطر روزہ دار پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالی کی معصیت اور نافرمانی کے تمام تر کاموں سے اجتناب کرے۔ کیونکہ روزہ رکھ کر بھوکا پیاسا رہنا مقصد نہیں ہے اور نہ ہی اس بھوک پیاس کی اللہ تعالی کو حاجت ہے۔ نبی مکرم ﷺ فرماتے ہیں:

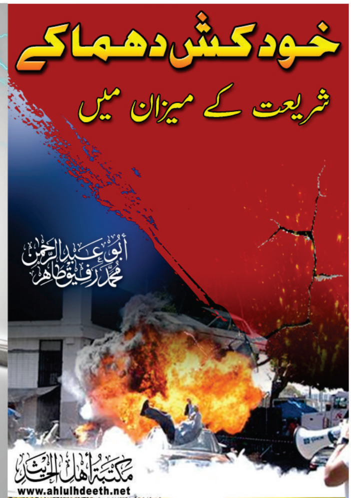
مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ (صحيح البخاري : ١٠٣)

جو شخص جھوٹی بات اور اس پر عمل کو نہیں چھوڑتا، تو اللہ تعالی کو اسکے کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

روزہ رکھنے کا اجر وثواب جیسا کہ سابقہ سطور میں ذکر کیا گیا بہت زیادہ ہے۔ لیکن اگر اسکے تقاضے نہ پورے کیے جائیں تو تمام اجر ضائع ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ (سنن ابن ماجه : ١٦٩٠)

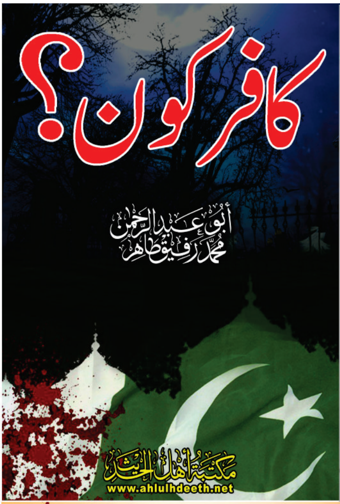
کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں کہ جنہیں روزہ کے صلے میں بھوک کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور کتنے ہی راتوں کا قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ جنہیں قیام کے بدلہ میں شب بیداری کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔



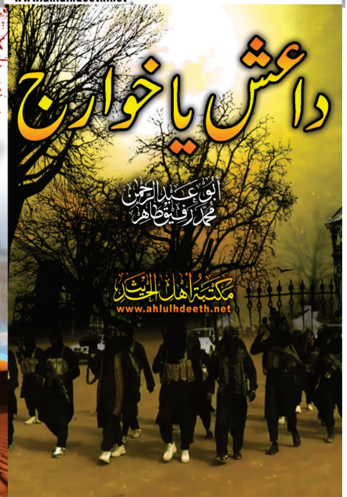
خودکش دھماکے
شریعت کے میزان میں
أبو عبد الرحمن
محمد رفیق طاہر
مکتبہ أهل الحدیث
www.ahlulhdeeth.net



جہاد اور فساد
أبو عبد الرحمن
محمد رفیق طاہر
مکتبہ أهل الحدیث
www.ahlulhdeeth.net



کافر کون؟
أبو عبد الرحمن
محمد رفیق طاہر
مکتبہ أهل الحدیث
www.ahlulhdeeth.net



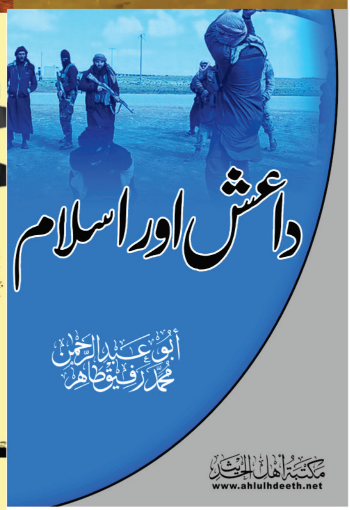
داعش یا خوارج
أبو عبد الرحمن
محمد رفیق طاہر
مکتبہ أهل الحدیث
www.ahlulhdeeth.net



داعش کا تسلط اور اسلامی خلافت
أبو عبد الرحمن
محمد رفیق طاہر
مکتبہ أهل الحدیث
www.ahlulhdeeth.net



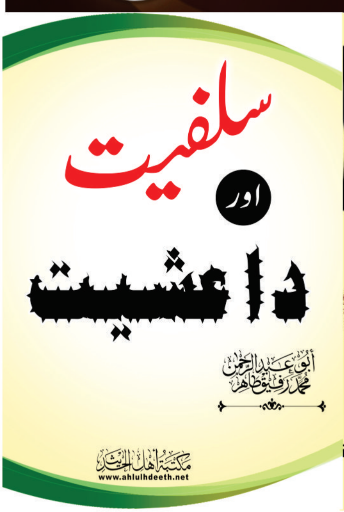
خارجی کون؟
أبو عبد الرحمن
محمد رفیق طاہر
مکتبہ أهل الحدیث
www.ahlulhdeeth.net



داعش اور اسلام
أبو عبد الرحمن
محمد رفیق طاہر
مکتبہ أهل الحدیث
www.ahlulhdeeth.net



Islam
لا إله إلا الله محمد رسول الله
غلبۂ اسلام اور قیام خلافت
أبو عبد الرحمن
محمد رفیق طاہر
مکتبہ أهل الحدیث
www.ahlulhdeeth.net



سلفیت
اور
داعشیت
أبو عبد الرحمن
محمد رفیق طاہر
مکتبہ أهل الحدیث
www.ahlulhdeeth.net